Introduction

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقطۂ آغاز

میں اسے اپنی عین خوش نصیبی سمجھتا ہوں کہ بفضلِ خدا میری ساخت و پرداخت اور تعلیم و تربیت ایسے خاندان میں ہوئی جس کے افراد بہت تعلیم یافتہ تو نہیں ہیں ،البتہ علم کی دولت کو گنجہائے گرانمایہ ضرور تصور کرتے ہیں ۔میری تعلیم وتربیت پر میرے والدین نے خصوصی توجہ دی اور حسب استطاعت مطالعے کے مواقع فراہم کئے۔ مختلف ادبی کتب اور رسائل وجرائد کے مطالعے نے مجھے مولانا ابوالکلام آزاؔد کی کثیر الجہات اور پہلو دار شخصیت کے گوناگوں پہلوؤں سے متعارف کرایا اور دلچسپی بھی پیدا کردی۔اردو سے ایم۔اے کرنے بعد خیال پیدا ہوا کہ مولانا آزاؔد ہی کو موضوعِ مقالہ بنا کر تحقیقی کام کروں ۔اس موضوع کے تعین میں میرے نگران کار لائق صد احترام **ڈاکٹر پروفیسر محمود صدیقی صاحب** کی قابل قدر ہدایات اور رہنمائی نے میری ہمت افزائی کی۔

مولاناابوالکلام آزاؔد جیسی قدآور تاریخ ساز ہستی اور جامع الکمالات شخصیت پر قلم اٹھانا آسان کام نہیں تھا ۔موصوف نے ایک جید عالم دین ،ایک صاحب طرز ادیب،ایک بے باک صحافی ،ایک عظیم سیاسی رہنما ،ایک ماہر تعلیم اور ایک فلسفی و مفکر کی حیثیت سے لا تعداد قلمی نگارشات،دل نشیں مقالات وخطبات اور تصنیفات کا جو سرمایہ جمع کیا ہے وہ انتہائی معیاری اور سدابہار ہے ۔مولانا کی فکرو نظر کے ان شاہکاروں اور ادب پاروں کی اہمیت وافادیت اُجاگر کرنا مجھ جیسے طالب علم کے لئے جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ تاہم ذوق کی رہبری اور حصول مقصد کی آرزو نے تلاش و جستجو کی راہ آسان کی اور **اللہ رب العزت** نے کارسازی فرمائی تب ہی یہ تحقیقی مقالہ سپرد قلم ہو سکا۔

مولانا کے بعض نقادوں کا خیال ہے کہ ان کی شخصیت غرورو انانیت سے معمور ہے۔وہ عوام کے آدمی نہیں ہیں اور ان کی اس انانیت سے قوم و ملت کو نقصان بھی پہنچا ہے لیکن یہ خیال یک طرفہ اور غیر معروضی ہے۔مولانا آزاؔد کے افکارو خیالات کے مطالعے سے پتہ چلتا

ہے کہ انہوں نے زندگی کے متعدد میدانوں میں بیش بہا خدمات اور کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں ،جو آج بھی اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہیں۔

مولانا آزاد کے حالات زندگی اور ان کے خیالات ونظریات کا گہرا مطالعہ کیا جائے تو واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ اس تاریخ ساز ہستی نے اپنے زمانے میں اِنسانی معاشرے کی فلاح وبہبود اور مسلمانوں کی دینی و ملی اور قومی زندگی کو وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کا اہم فریضہ انجام دیا اور بنی نوع انسان کے انداز فکر و نظر میں تبدیلی لانے کی کامیاب کوششیں کیں۔

مولانا آزاد کی کوششوں اور کاوشوں کی بدولت اردو زبان کا علمی و ادبی ،تہذیبی و ثقافتی اور مذہبی سرمایہ بے حد وسیع ہوا ہے ۔مولانا کا شمار ان بزرگ ہستیوں میں ہوتا ہے جو تقریباً نصف صدی سے کشتِ علم و ادب سینچ رہے تھے اور اپنے ہمہ جہتی کارناموں سے دامن اردو کو مختلف جواہر علم و ادب سے مالامال کر رہے تھے ۔ان کی بلند و بالا شخصیت،پہلودار زندگی اور جامع صفات علمی و سیاسی کردار کا احاطہ کرنا آسان نہیں ہے۔تاہم حسب ذیل طریقے پر ان کی حیات و نظریات کا مختلف ابواب کے تحت جائزہ لینا مقصود ہے۔اس تحقیقی مقالے میں، میں نے اپنی بساط کے مطابق مولانا آزاد کے حیات و نظریات کا جائزہ لینے کی طالب علمانہ کوشش کی ہے۔تاکہ ان کے خیالات ونظریات کی روشنی میں موجودہ صورت حال کا مطالعہ کیا جاسکے اور ان کے کارناموں کی قدرو قیمت کا تعین ہو سکے۔

زیر نظر مقالہ نو نمایاں ابواب پر مشتمل ہے۔ جس میں ابتدائی تین ابواب میں مولانا آزاد کے حالات زندگی اور ان کی ہمہ گیر شخصیت کے مختلف گوشوں کو نمایاں کیا گیا ہے۔ پانچ ابواب مولانا کے نظریات سے متعلق ہیں ۔ان ابواب میں ذیلی عنوانات مقرر کرکے ان کے علمی وادبی، مذہبی، صحافتی، سیاسی اور تعلیمی نظریات کے مختلف پہلوؤں کواجاگر کرنے کی امکانی کوشش کی گئی ہے۔نویں باب کو بطور ماحصل پیش کیا گیا ہے۔ ابواب کی تقسیم حسب ذیل ہے۔

باب اوّل :

اس باب میں مولانا آزاد کے خاندان کے بعض اکابرین وشیوخ کا ذکر کرتے ہوئے مولانا کی پیدائش ،ان کے بچپن کے واقعات ، تعلیم و تربیت،ازدواجی زندگی،شعر وشاعری کی ابتداء اور ذوق مطالعہ و تجسّس کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے

باب دوم :

اِس باب میں مولانا آزاد کی دلکش اور جاذبِ نظر شخصیت،ان کے کردار،عادات وخصائل اور سر سید احمد خان سے عقیدت کے تحت مولانا کے انداز فکرو نظر میں تبدیلی پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔

باب سوم :

اس باب میں مولانا آزاد کے وادیٔ صحافت میں داخل ہونے اور صحافت کی دنیا میں ان کا مقام متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔اس کے علاوہ مولانا کی دینی و مذہبی معلومات، ان کی ادبی زندگی اور سیاسی کردار کے مختلف پہلوؤں کا تفصیلی مطالعہ کیا گیا ہے۔ اس باب میں مولانا کی وفات تک کے حالات و واقعات کا اجمالی جائزہ لیا گیا ہے۔

باب چھارم:

اس باب کو ’’صحافتی نظریات‘‘ کے نام سے منسوب کیا گیا ہے ۔اس باب میں مولانا آزاد کے صحافتی ادوار کا تفصیلی مطالعہ کیا گیا ہے۔بحیثیت صحافی ان کی عظمت پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے ان کے صحافتی نقطۂ نظر پر محققانہ انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔

باب پنجم :

یہ باب ادبی نظریات کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔اس باب میں مولانا آزاد کی نثر نگاری اور ان کے طرز اسلوب وغیرہ کا مطالعہ کیا گیا ہے۔اسی کے ساتھ ان کی شاعری پر بحث کرتے ہوئے شاعری میں ان کا مقام متعین کرنے کوشش کی گئی ہے۔مولانا کے ادبی نظریات کا جائزہ اس زمانے کے سیاسی،سماجی وادبی حالات کی روشنی میں لینے کی حتی الامکان کوشش کی گئی ہے ۔

باب ششم :

یہ باب "سیاسی نظریات" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔اس باب میں اس دور کے ہندوستان کے سیاسی حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے مولانا آزاد کے قومی یکجہتی اور متحدہ قومیت کے تصور کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ نیز ان کی سیاسی بصیرت پر بھی سیر حاصل بحث کی گئی ہے ۔مولانا آزاد کے سیاسی نظریات کی روشنی میں ان کے ہم عصر لیڈروں بالخصوص پنڈت جواہر لال نہرو اور سردار پٹیل وغیرہ سے اختلافات کا جائزہ لیا گیا ہے اور مولانا کے سیاسی کردار کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

باب ہفتم :

یہ باب "مذہبی نظریات" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے ۔یہاں مولانا آزاد کو ایک عالم دین کی حیثیت سے ان کے ہم عصر علماء و مفکرین سے موازنہ کر کے ان کی انفرادیت کو نمایاں کرنے کوشش کی گئی ہے ۔اس باب میں ان کے شاہکار "ترجمان القرآن" کا مطالعہ کیا گیا ہے ۔ان کے دینی عقائد اور مذہبی افکار و خیالات کی روشنی میں ان کے کردار کو متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

باب ہشتم:

یہ باب تعلیمی نظریات کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔اس باب میں دو ذیلی عنوانات مقرر کیے گئے ہیں۔بحیثیت وزیرِ تعلیم مولانا آزاد کی قابل قدر تعلیمی خدمات کا اعتراف کیا گیا ہے اور موجودہ ترقی یافتہ ہندوستان میں اس کے نتائج و اثرات کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لیا گیا ہے۔اِس کے ساتھ مولانا کے نظریہ تعلیم پر بحث کرتے ہوئے انکے فلسفہ تعلیم کو واضح کرنے کی حتی المقدور کوشش کی گئی ہے۔

باب نہم:

اس باب کو بطور "ماحصل" پیش کیا گیا ہے جس میں اپنے مطالعے اور تحقیق و تجزیے سے حاصل شدہ نتائج کا نچوڑ ضبط تحریر میں لایا گیا ہے۔

اس مقالے کی تکمیل کے آخری مرحلے میں اپنی کم مائیگی کا اعتراف کرتے ہوئے میں اپنے بزرگوں ،کرم فرماؤں اور احباب کا شکریہ اُدا کرنا اپنی اخلاقی ذمہّ داری اور خوشگوار فریضہ سمجھتاہوں۔میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ یہ میرے والدین کی دعاؤں کا ثمرہ ہے کہ اپنی کم علمی کے باوجوداس اہم موضوع پر اللہ تعالیٰ نے مجھے مقالہ مکمل کرنے توفیق عطا فرمائی۔

اس مقالے کی تیاری میں میرے نگراں استاذِ محترم ڈاکٹر پروفیسر محمود صدیقی صاحب کی شفقتوں ،گراں قدر مشوروں اور تسلّی و تشفّی سے نامساعد حالات میں مجھے روشنی ملتی رہی ۔مجھے احساس ہے کہ اگر ان کی غیر معمولی توجہ ،شفقت آمیز اعانت اور ہدایات ورہنمائی شامل نہ ہوتی تو یہ مقالہ تکمیل کے مراحل اِس رفتار سے ہر گز طے نہ کرتا ۔انہوں نے اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجودانتہائی خلوص ومحبت کے ساتھ مجھے اپنا قیمتی وقت عطا کیا اور ہمیشہ خندہ پیشانی کے ساتھ میری حوصلہ افزائی فرمائی، جسے مین تا زندگی فراموش نہیں کر سکتا۔ میں ان کی خدمت میں خلوص دل کے ساتھ ہدیہ تشکر پیش کرتا ہوں۔

اِن مخلصین کے علاوہ میرے دوست جناب نثار احمد انصاری(ایڈ وکیٹ)اور جناب بشیر خان (مدرس) اور دیگر احباب کی خصوصی کرم فرمائی اور بیش قیمت مشوروں نیز تعاون کا ذکر نہ کرنا احسان فراموشی ہوگی۔حقیقت یہ ہے کہ جناب نثار احمد انصاری کی مسلسل حوصلہ افزائی اور قدم قدم پر ان کا تعاون حاصل نہ ہوتا تو شاید سب کچھ ہونے کے باوجود میں اتنی آسانی سے اپنا کام مکمل نہ کر پاتا ۔جناب بشیر خان نے میرے مقالے کے خلاصہ کو اپنی مصروفیت کے باوجود خوشخط لکھنے کی ذمہ داری قبول فرما کر مجھ پر خصوصی احسان کیا ہے۔میں ان تمام دوستوں کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

زیر نظر مقالے کی تیاری کے لئے مولانا آزادؔ کی ادبی تحریروں ،کتابوں اور مقالات وخطبات کے علاوہ مولانا سے متعلق دیگر مصنفین کی تصانیف ،مختلف رسائل وجرائد اور مختلف ادبی اداروں سے شائع ہونے والے مولانا آزاد نمبروں سے استفادہ کرکے میں نے اپنی بساط کے

مطابق ایک قلمی مرقع تیار کیا ہے جس میں مولانا کی دلکش شخصیت اور ان کے خیالات و نظریات کے مختلف نقوش بآسانی دیکھے جا سکتے ہیں۔اس مقالے کی تیاری میں درجِ ذیل لائبریریوں سے استفادہ کیا ہے۔

۱ ایم۔ایس۔یونیورسٹی لائبریری(بڑودہ)

۲ گجرات یونیورسٹی لائبریری(احمد آباد)

۳ گجرات ودیا پیٹھ لائبریری(احمد آباد)

۴ پیر محمد شاہ درگاہ ٹرسٹ لائبریری(احمد آباد)

۵ ایم۔جے۔لائبریری(میونسپل کارپوریشن، احمد آباد)

۶ گنج بخش ریفرنس لائبریری(سرخیز روضہ،احمد آباد)

۷ گجرات کالج لائبریری(آشرم روڈ،احمد آباد)

ریسرچ اسکالر

کریم اللہ انصاری

شعبۂ فارسی۔اردو و عربی

ایم۔ایس یونیورسٹی،بڑودہ۔گجرات

Photo – Maulana Abul Kalam